

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مسلمان کی شان امتیازی

ذیل کا مضمون مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وہ اہم تقریر ہے جو انہوں نے ۱۲، ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۹۹ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے وسیع و عریض میدان میں ایک عظیم تبلیغی اجتماع میں کی، جس میں پورے ملک سے جماعتوں، کارکنوں اور مقصد سے دلچسپی رکھنے والوں اور دعوتی و تبلیغی کام سے جڑے افراد نے شرکت کی، تقریباً ایک لاکھ کے قریب مجمع تھا، حضرت مولانا مرحوم نے اپنی طویل علالت کے دوران ذمہ داران اجتماع کی خواہش و طلب پر اور اس کی ضرورت و اہمیت کا خود بھی انداز کرتے ہوئے اپنی کمزوری صحت اور شدید ضعف کے باوجود یہ تقریر کی۔ اس خطاب میں حضرت مولانا مرحوم نے ایک ایسے پہلو کی طرف اس مجمع عظیم کو توجہ دلائی جو ماحول، ملک اور زمانہ پر اثر انداز ہو سکتا ہے، خیر امت، داعی عالم اور داعی انسانیت کی حیثیت سے مسلمانوں کا (وہ جہاں بھی رہیں) فرض ہے اور صورت حال، فساد عظیم اور غفلت عام کو دور کرنے کے لئے مؤثر اور ضروری ہے۔ آج بھی اس خطاب میں وہی تازگی اور اسلام کے اجتماعی و اخلاقی تقاضوں اور اقدار کی طرف سے بے توجہی اور لاپرواہی کو دور کرنے اسلام کا مخصوص صالح اور نافع کردار اختیار کرنے کی تلقین پائی جاتی ہے۔ امید ہے قارئین ان رہنما اصول کو اپنائیں گے اور اپنی زندگی میں نافذ کریں گے۔

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه اجمعين، وبعد!

میرے دوست عزیزو! اور دور سے آئے ہوئے مہمانوں! اور میرے محبوب و قابل قدر بھائیو!

پہلے تو میں آپ تمام لوگوں کو مبارک باد دیتا ہوں خاص طور پر انہیں جو یہاں اس بڑے تبلیغی و دعوتی اجتماع کے ذمہ دار ہیں، کارکن اور داعی ہیں کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ یہاں اکٹھے ہوئے، جن کا اتفاق ایک کلمہ پر ہے، ایک عقیدہ پر ہے، ایک مقصد پر ہے، اور ایک طرز پر ہے، یہ ایسا مجمع ہے کہ جو اگر بے ادبی اور گستاخی نہ ہو تو کہوں کہ عرفات و منی کی یاد دلاتا ہے اور اس سے بڑھ کر بلیغ تشبیہ نہیں ہو سکتی کہ اس مجمع کی تشبیہ عرفات و منی سے دی جائے۔

میں کہوں گا کہ یہ کوئی اتفاقی واقعہ یا حادثہ نہیں ہے کہ اتنا بڑا مجمع جو کہ خاص مقصد لے کر جمع ہوا، ایک فکر لے کر جمع ہوا اور وہ دنیا میں انقلاب برپا کر دے، میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں اور تاریخ میرا خاص موضوع رہا ہے اور پھر میں نے کئی زبانوں میں تاریخ پڑھی ہے انگریزی میں پڑھی ہے اردو و فارسی میں پڑھی ہے اور پڑھی ہی نہیں لکھی بھی ہے، میں کہتا ہوں کہ اتنا بڑا مجمع اگر ایک مقصد رکھنے والا ہو اور وہ خلوص کے ساتھ جمع ہو، تو دنیا میں انقلاب آ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. (سورہ الانفال: ۲۹)

اس آیت کریمہ پر بہت کم لوگوں نے غور کیا ہوگا، یہ ایک سنسنی خیز، چونکا دینے والی، ہلا دینے والی اور انقلاب لے آنے والی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اللہ العالمین ہے، رب العالمین ہے، خالق کائنات ہے، خالق جن و بشر ہے، کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر پیش نہیں آسکتی، سلطنتوں میں انقلاب پیدا کرنے والا ہے، حالات میں تبدیلی لانے والا ہے، غلام کو آزاد کرنے والا ہے، اور آزاد کو غلام بنادینے والا ہے، اور وہ جو ”عالم الغیب والشہادۃ“ ہے جو قادر مطلق ہے، جو قدیر برحق ہے جو اللہ برحق ہے وہ کہتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ**

کہ اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے۔

یہ تقویٰ کوئی معمولی لفظ نہیں ہے کہ جو کم کھائے، سادہ رہن سہن رکھے یا کم گو ہو، بس کہہ دیا جائے کہ یہ متقی ہے، غیبت نہ کرے، چغلی نہ کھائے، جھوٹ نہ بولے، تو وہ متقی ہو گیا، تقویٰ صرف اسے نہیں کہتے، تقویٰ کا لفظ قرآن مجید کی اصطلاح میں بڑا جامع اور بہت وسیع لفظ ہے، انقلاب انگیز اور کایا پلٹ دینے والا لفظ ہے، یہاں ”اتَّقُوا اللَّهَ“ فرمایا گیا ہے، یہاں ڈرنے کے لئے خوف کا لفظ نہیں استعمال کیا گیا ”تقویٰ“ میں عقائد بھی آجاتے ہیں، اعمال بھی آجاتے ہیں، مقاصد بھی آجاتے ہیں، اعمال بھی آجاتے ہیں، طرز زندگی بھی آجاتا ہے، اخلاقیات بھی آجاتے ہیں، کہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، شریعت پر چلنے والا ہو، اللہ و رسول کے احکام پر عمل کرنے والا ہو اور انسانیت کا بھی خواہ اور ہدایت کا داعی اور پاکباز ہو، جس کی نگاہیں نیچی، جس کی زبان محتاط جس کا قلب دنیاوی مقاصد، لالچ سے خالی ہو، اور اس کا دماغ برے منصوبوں سے پاک ہو تو جب تقویٰ والی زندگی گزارنے والا یہ مسلمان جب بھی گزرے گا تو انگلیاں انھیں گی کہ دیکھو! یہ مسلمان جا رہا ہے، دیکھو! اللہ کا بندہ جا رہا ہے ایک امتیازی شان طاری ہو جائے گی آگے اللہ فرماتا ہے: **”يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا“** کہ وہ تمہارے اندر ایک شان امتیازی پیدا فرما دے گا۔

میں ”فرقان“ کا ترجمہ ”شان امتیازی“ سے کر رہا ہوں، فرقان کا لفظ اتنا بلیغ، عظیم اور وسیع ہے کہ اردو میں ”فرقان“ کا ترجمہ کرنا آسان نہیں جو لفظ قریب تر ہے وہ کہہ رہا ہوں کہ وہ تمہارے اندر شان امتیازی پیدا کر دے گا، انگلیاں انھیں گی، نگاہیں بلند ہوں گی، لوگ اشارے کریں گے، لوگوں کی بعض اوقات نیند اڑ جائے گی، بعض اوقات غفلت دور ہو جائے گی، کہ دیکھو! وہ مسلمان جا رہا ہے، وہ مسلمان گزر رہا ہے، مسلمان کیسے پارسا اور کیسے پاکباز ہوتے ہیں، انسانیت اصل مسلمانوں میں ہے، یہ کسی غیر محرم پر نظر نہیں اٹھاتا، اور راستہ میں اگر کوئی چیز پڑی ہے، جس سے کوئی تکلیف ہو سکتی ہے، کسی کو شہو کر لگ سکتی ہے، تو اس کو ہٹا دینے والا ہے، لوگوں کو دھکا دینے والا نہیں ہے، سہولت سے چلنے والا ہے، وقار کے ساتھ چلنے والا ہے، خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ چلنے والا ہے۔

یہ تھے مسلمان جو گمنے چنے کہیں پہنچ جاتے تھے تو پورے پورے معاشرہ کو بدل ڈالتے تھے، پورے پورے شہر

مسلمان ہو گئے، لوگوں کی غفلت خواہ کتنی ہی بڑی ہوئی ہو، اور ان کے اندر کتنی ہی مال کی لالچ ہو، اور جمال کی لالچ ہو، حب مال ہو، حب جمال ہو، کچھ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر تاثر لینے اور تاثر دینے کا مادہ پیدا کیا ہے اور دنیا یہ جو چل رہی ہے اس میں اس کو بڑا دخل ہے۔

ذرا مجھے صفائی سے کہنے دیجئے کہ پتہ نہیں پھر یہ موقع آئے یا نہ آئے، ایسا بڑا مجمع جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی بات سننے کے لیے کہاں کہاں سے آیا ہے اور تبلیغی اجتماع میں آیا ہے تو اس سے بہتر اور مناسب موقع اور کیا ہوگا، دنیا میں اثر قبول کرنے کا مادہ ہے اور یہی دنیا کے باقی رہنے کا راز ہے، کہ اس وقت تک اللہ تبارک و تعالیٰ جو کہ خالق کائنات ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ ابھی انسان میں سبق لینے کی خاصیت موجود ہے اور نیک بننے، صحیح راستہ پر آنے کی خواہش ہے، آپ جب تبلیغ کا وسیع اور عالمگیر کام کریں گے، اصول پر چلیں گے، جماعتیں بنائیں گے، ملک بھر میں پھریں گے اور الحمد للہ یہ کام تو اتنا پھیل چکا ہے کہ دنیا بھر میں جماعتیں جاتی ہیں اور نکلتی ہیں، آپ بھی انشاء اللہ نکلیں گے، اثر ڈال کر آئیے گا، متاثر ہو کے نہیں، متاثر کر کے آئیے گا، کا یا پلٹ جائے اور انقلاب آجائے۔

ایک بات صفائی سے اور کہتا ہوں، بدگمانی نہیں کرنا، لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ شاید نہ کہی گئی ہو کہ آپ جس ملک میں ہیں، جس سرزمین پر رہ رہے ہیں اس میں آپ کو ”شان امتیازی“ کے ساتھ رہنا چاہیے، ”فرقان“ جسے کہتے ہیں، ایسی شان طاری ہونی چاہیے کہ لوگوں کے عقائد بدل جائیں، اخلاق بدل جائیں، نگاہیں بدل جائیں، احساسات بدل جائیں کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں اس ملک میں ہوں، اور وہ اثر ڈال نہ سکیں، اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے اور خالق فطرت ہے وہ فرما رہا ہے کہ: ”ان تعقوا اللہ يجعل لکم فرقاناً“۔ کہ اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے اندر امتیازی شان پیدا کر دے گا۔

ایسا حال طاری ہو جائے گا کہ دیکھتے ہی لوگوں کی اصلاح ہوگی، اور خدا کا خوف پیدا ہونے لگ جائے گا، آج ہمارے اندر قوت تاثیر کا جو فقدان ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہم نے ”ان تعقوا اللہ“ پر پورا عمل نہیں کیا، اگر ان تعقوا اللہ پر عمل ہو اور ہم خدا سے ڈریں، اس کے نبی ﷺ کی تعلیمات پر، ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کریں اور صرف عقائد ہی نہیں، ایمانیات ہی نہیں، جذبات و احساسات، معاملات و تعلقات، اخلاق و کردار، ان سب میں وہ فرق ہو جائے جو تم سے مطلوب ہے، پھر نتیجہ یہ ہوگا کہ انگلیاں اٹھیں گی، انگلیاں ہی نہیں قدم اٹھیں گے، اور زندگی کا رخ بدل کر تمہاری طرف ہو جائے گا اور لوگوں کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، وہاں کی اکثریت کو اپنا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، ان کو تھا منہ مشکل ہو جائے گا کہ اسلام تیزی سے پھیلنے لگے گا، گھر گھر، چپہ چپہ خدا کے واحد کا نام لیا جائے گا اور یہ نفس پرستی، جاہ پرستی، دولت پرستی، شہوت پرستی، منصب پرستی، سیاست پرستی، جس کی اس وقت دبا پھیلی ہوئی ہے، وہ دبا کم ہو جائے گی اور لوگوں کو اپنے مقاصد کو، اپنے اغراض کو، اپنے مفادات کو تھا منہ مشکل ہو جائے گا، کہ مسلمان اگر ہیں اور

وہ اسلامی سیرت پر ہیں اور اسلامی عقیدہ پر ہیں، تو ان کے اثرات ایسے مرتب ہوں گے کہ سیاسی لیڈروں کو، دانشوروں اور ادیبوں کو، قائدین کو، سماجی کارکنوں کو، اور دوسرے لوگوں کو تھامنا اور مشکل ہو جائے گا۔

آج ایسا دیکھنے کو کیوں نہیں مل رہا ہے، یہ اس لیے ہے کہ ہماری زندگی اسلامی سانچہ میں ڈھلی نہیں ہے، ہمارے عقائد بھی صحیح ہونے چاہئیں، ہمارے معاملات بھی صحیح ہونے چاہئیں، ہمارے ”اہداف“ اور زندگی کے نشانے بھی صحیح ہونے چاہئیں اور مختلف ہونے چاہئیں، ممتاز ہونے چاہئیں، کہ یہاں راستہ میں سڑک دھلی میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس سے لوگ ٹھوکر کھائیں اور پہلے تو یہاں وہ چیز پڑی ہوئی تھی، جس سے ٹھوکر لگ سکتی تھی، وہ اب نہیں ہے، ضرور یہاں سے کوئی مسلمان گزر رہا ہے، اسی طرح کوئی مصیبت زدہ ہے اور کوئی اس کی طرف توجہ نہیں کرتا، کسی کو اس کی فکر نہیں، اگر توجہ کی یا فکر رکھی تو وہ مسلمان نے، اور لوگ کہہ اٹھیں کہ ضرور اس کے پاس سے کوئی مسلمان گزر رہا ہے، مال کی محبت دوسروں کے مقابلہ ان میں بہت کم ہو، جو بعض اندر کی کمزوریاں اور خامیاں ہوتی ہیں، ان میں کھلا ہوا فرق ہوتا چاہیے اور نفسانی خواہشات اور خود غرضی اور حرص و ہوس جیسی دوسری کمزوریوں میں بھی نمایاں فرق ہوتا چاہیے، یہ کہہ دینا کافی ہو کہ یہ مسلمان ہے۔

آپ تاریخ میں پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ملک ملک میں انقلاب آگیا ہے، آپ خود خیال کیجئے، کہاں یہ جزیرۃ العرب جہاں سے اسلام نکلا، کہاں یورپ میں اسپین (اندلس) کا ملک جہاں لاکھوں کے حساب سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور پھر جہاں کی زبان تک عربی ہو گئی اور پورا پورا ملک مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگیا، اس طرح کہاں جزیرۃ العرب اور کہاں ترکی، کہاں جزیرۃ العرب اور کہاں الجزائر اور مغرب اقصیٰ (مراکش)، ہم نے ان میں اکثر ممالک دیکھے ہیں، ایک اسپین (Spain) کے سوا کہ جہاں باقاعدہ اس کی کوشش کی گئی کہ یہ یہاں مسلمان باقی رہیں اور نہ ان کا کوئی اثر باقی رہنے دیا جائے، اس میں خود مسلمانوں کی غلطی کو بھی دخل تھا، باقی آج تک ان دوسرے ملکوں میں اسلام باقی ہے اور اسپین میں بھی اسلام کے پھیلنے کی خبریں آرہی ہیں، آپ زمینی مسافت دیکھئے، زمانی مسافت دیکھیں، زبان کا فرق دیکھیں، تربیت کا فرق دیکھیں تو زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن پورے پورے ملک مسلمان ہوئے تو یہ مسلمان کے اخلاق کی وجہ سے، تبلیغ و دعوت کی وجہ سے، تربیت کی وجہ سے، عملی نمونہ پیش کرنے کی وجہ سے، حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اس ملک میں مسلمان آباد ہیں اور وہ اثر ڈال نہ سکیں، ہم تو اس مجمع کو کہتے ہیں جو ہات بن رہا ہے کہ یہ یہی کافی ہے، ہاں اگر سچے مسلمان بن جائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے لگ جائیں۔

اس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ان تعفو اللہ یجعل لکم فرقانا“ کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے اندر شان امتیازی پیدا فرما دے گا اور فرماتا ہے: ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَزَقْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا“ کہ میں تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر چکا ہوں، اور تم پر اپنی نعمت

تمام کر چکا ہوں اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین کے پسند کر چکا ہوں۔ ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
 ”اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا
 کھلا ہوا دشمن ہے۔“

اس آیت کریمہ میں ”کافہ“ فرمایا گیا ہے، یہ بڑا جامع لفظ ہے اس ”کافہ“ میں سب آگیا ہے کافہ عملی طور پر
 بھی، اعتقادی طور پر بھی، اخلاقی طور پر بھی اجتماعی طور پر بھی، قانونی طور پر بھی، جو لوگ عربی زبان جانتے ہیں وہ سمجھ
 سکتے ہیں کہ کافہ کا کھڑے کتنا مضبوط ہے، کتنا وسیع ہے، کتنا حاوی ہے، یہ حاوی اور شامل ہے، داخل ہونے والوں پر بھی اور
 اس پر بھی جس میں داخل ہوا جائے، سو فیصدی مسلمان سو فیصدی اسلام میں داخل ہو جاؤ، اس میں نہ کوئی تباہی ہے کہ
 ستر فیصدی مسلمان، اسی فیصدی مسلمان، ایسا کچھ نہیں بلکہ تمام مسلمان پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں،
 توارث (ترکہ کی تقسیم) ایسی ہونی چاہیے، واجبات و فرائض پورے ادا ہونے چاہئیں، ماں باپ کا جوتق ہے وہ، مرد و
 زن کا جوتق ہے وہ، بیوی کا شوہر پر، شوہر کا بیوی پر جوتق ہے وہ، پڑوسی کا جوتق ہے وہ، محلہ والوں کا جوتق ہے وہ،
 شہریوں کا جوتق ہے وہ، ملک والوں کا، وطن والوں کا جوتق ہے وہ، سب پورے اور صحیح صحیح ادا ہونے چاہئیں۔

یہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اسلام میں (اللہ کے سامنے سر جھکا دینے میں) پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور
 یہ وہی فرما بھی سکتا ہے، کہ وہ عالم الغیب ہے اور سب کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا بنانے والا ہے اور کبھی کبھار اس کے قبضہ
 قدرت میں ہے، جب ”ادخلوا الی السلم کافہ“ فرمادیا تو بظاہر پھر ”و لا تبصروا خطرات الشیطن“ کہنے کی
 ضرورت نہیں تھی، لیکن اس نے ضرورت سمجھی اور وضاحت کی کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ اس
 بات کا خیال رہے کہ شیطان کی پیروی نہ ہونے پائے، اس کے نقش قدم پر نہ چل پڑا جائے، شیطان کے نقش قدم پر چلنا
 نہیں ہے بلکہ تمہارے لیے اسوۂ رسول اللہ ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
 حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ“ کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پورا نمونہ موجود ہے۔

بس یہاں سے یہ عہد کر کے جائیے کہ ایسی زندگی اختیار کریں گے کہ صرف گمراہی نہیں، پورا ماحول، پورا
 معاشرہ، آس پاس کا قرب و جوار، پورا شہر، سب کا سب متاثر ہو اور سبھی پر اثر ہو، لوگ کہیں کہ مسلمان کی زندگی کچھ اور
 ہوتی ہے، جہاں لوگ گر جاتے ہیں، اور جہاں لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں، وہاں یہ ثابت قدم رہتا ہے، جہاں دوسرے ضحیر
 فردی کرتے ہیں، وہاں یہ مسلمان بکتا نہیں اور اسے کوئی خرید نہیں سکتا، نہ حکومتیں اس کو خرید سکتی ہیں، نہ سیاسی ادارے،
 اور نہ ہی سیاسی پارٹیاں، نہ دولت مند اس کو خرید سکتے ہیں اور نہ کوئی حسن و جمال اور نہ ہی عزت و کمال، کوئی اسے خرید
 نہیں سکتا، یہ بس ایک مرتبہ بک گئے، ان کا پیدا کرنے والا ان کو خرید چکا، جس نے ان کو دین کی نعمتیں عطا کی ہیں، اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہے: ”إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ“ کہ اللہ تعالیٰ نے

مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے جنت کے عوض میں۔

اب اس کے بعد نہ کوئی طاقت نہ کوئی منفعت اور کوئی بھی ان کو خرید نہیں سکتا، یہ کیرکڑ ہونا چاہیے مسلمانوں کا، اگر آج یہ ہوتا تو پورا ملک مسلمانوں سے محبت کرنے والا، ان کے لیے جان دینے والا، اور اسلام سے پورا فائدہ اٹھانے والا ہو جاتا، اور جہاں کہیں ایسا ہوا، اسی طرح ہوا، کہ لوگوں نے مان لیا کہ ان کا دین سچا ہے ان کے یہاں اصول پسندی ہے، خدا ترسی ہے، ان میں آخرت شناسی ہے، حقیقت شناسی ہے، اور آج جو اسلام ہاتی ہے، ہمارے ہی ملک میں نہیں، ساری دنیا میں جو ہاتی ہے، اس میں بہت بڑا دخل اسلام کے نمونہ کو ہی ہے، ایک فرد چلا گیا ایک ایک کونہ میں ہزاروں لاکھوں لوگ مسلمان ہو گئے، دور نہ جاییں ہندوستان ہی کو لے لیجئے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر (راجستھان) آئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔ اسی طریقہ سے امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کشمیر گئے اور وہاں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا، ایسے ہی کس کس کا نام لیا جائے کہ ایک دو گئے انہوں نے کچھ لوگ تیار کئے اور پھر اس طرح پھیلنے لگا کہ گھر گھر محلہ محلہ پھیلا۔

بس ہمیں اپنی زندگی ایسی بنانی چاہیے کہ ”یَجْعَلْ لَّكُمْ لِقَاءَنَا“ والی صورت پیدا ہو جائے کہ خدا شان امتیازی پیدا کر دے گا، انگلیاں اٹھیں گی، کان کھڑے ہوں گے، آنکھیں کھلیں گی، اشارے ہوں گے، اس سے بڑھ کر کہ لوگ قدموں پر گر کر رہیں گے، کہ یہ مسلمان ہیں، اس کے عقائد یہ ہیں، اس کے احوال یہ ہیں، اس کے اخلاق یہ ہیں اس کے جذبات یہ ہیں، اس کے احساسات یہ ہیں، اس کی خواہشات یہ ہیں، اس کے معیار یہ ہیں، یہ ہونا چاہیے یہ پیغام لے کر یہاں سے جائیے۔

مزید اس وقت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، جماعت تبلیغ کے جو اصول ہیں، بنیادی نکات ہیں، اس پر بھی کچھ کہنا نہیں کہ اس پر بہت کہا جا چکا ہے، اور جو رہ گیا ہو گا وہ بھی کہہ دیا جائے گا، ہم نے وہیں سے سیکھا ہے آپ بھی وہیں سے سیکھ رہے ہیں، لیکن یہ بات کبھی نہ بھولنے کا، بلکہ اس کو اپنی گرہ میں باندھ لیجئے، کہ آپ کی زندگی میں ایک امتیاز ہونا چاہیے، ایک کھلا ہوا فرق ہونا چاہیے، جس کے لیے قرآن حکیم کے لفظ سے بڑھ کر کوئی دوسرا بلیغ لفظ ہو ہی نہیں سکتا، وہ ہے فرقان کہ آپ کی زندگی میں ایک فرقان ہونا چاہیے، جو دیکھے کہے کہ یہ مسلمان ہے، یہ مسلمان کا کام نہیں، صد ہا نہیں ہزار ہا واقعات ہیں تاریخ میں، کہ مسلمانوں نے وہ کیا جو کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسی بھی کوئی قربانی ہو سکتی ہے، ایسی بھی کوئی ہمت کر سکتا ہے، ایسا بھی کوئی ایثار کر سکتا ہے، لیکن مسلمان نے کیا، تاریخ میں سب موجود ہے، یہ ریکارڈ ہے جو ہسٹری (تاریخ) میں محفوظ ہے، مسلمانوں کے مابہ الامتیاز بلکہ ممتاز اور معیاری طرز عمل سے لوگ ہزار ہا ہزار کی تعداد میں مسلمان ہوئے ہیں، تاریخ میں آپ پڑھیں، مسلمان نے فتح پانے کے باوجود کیسے رحم کا سلوک کیا، کسی انسانی ہمدردی کا مظاہرہ کیا، کہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کو مسلمان کر لیجئے، جولا نے

آئے تھے وہ قدموں پر گرے اور اسلام قبول کیا۔

بھی! آج ہندوستان میں محض ہمارے اوپر دین اور اسلام کا حق ہی نہیں ملک و وطن کا حق بھی ہے، یہ بہر حال ہمارا وطن ہے، اللہ نے ہم کو یہاں پیدا کیا، اور ہمارے لیے اس سر زمین کا انتخاب کیا، اس کا بھی حق ہے، آدمی کو اپنے گھر سے محبت ہوتی ہے، یہ ہمارا گھر ہے، اس میں ہمیں ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ لوگوں کی اصطلاح ہو، بلکہ زندگیوں میں انقلاب آجائے، یہ ظلم و اندھیر جو ساری دنیا میں تو ہو ہی رہا ہے، کبھی کبھی ہمارے ملک میں بھی ہو جاتا ہے، بند ہو، کبھی سیاست کے راستہ سے، کبھی حکومت و اقتدار کے راستہ سے کبھی مقصد و مفاد کے لحاظ سے، یہ سب بند ہو، انصاف پھیلے اور خدا کا خوف عام ہو، لوگوں میں ایک خدا ترسی پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو انسانیت کا احترام پیدا ہو۔

ایک اور دس ہزار کا فرق رکھتی ہے یعنی ایک آدمی اگر باہر سے آیا ہو اوگا تو ۹ ہزار ۹ سو ۹۹۹ یہیں اسی ملک کے ہیں ان میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جو باہر سے آنے والوں کی نسل سے ہیں لیکن اکثر و بیشتر وہ لوگ ہیں جو اسلام کی محبت و انسانیت نوازی کی اداؤں کو دیکھ کر حلقہ بخش اسلام ہونے والوں کی اولاد ہیں، دین کے علمبرداروں اور داعیوں کی بے غرض کوششوں کے اثر سے آج اس برصغیر میں مسجدوں کی تعداد لاکھوں کی ہو چکی ہے، اور مدرسے و مکاتب ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ برصغیر میں الحمد للہ دعوت کے کام میں اب بھی مسلمانوں کی ایک تعداد مصروف ہے۔ ان کے میدان عمل اور طریقہ کار میں تنوع ہے، ان کے ذریعہ دین کے تعارف، ایمان و عمل صالح کی تلقین کا کام انجام دیا جا رہا ہے، اس میں سے زیادہ وسیع اور عوامی کام جماعت تبلیغ کا ہے جو شہروں، دیہاتوں اور کوردہ سے کوردہ مقام تک پہنچا ہوا ہے، ملک سے بھر دنیا کے بیشتر ملکوں تک سفر کر کے اس کے داعی پہنچتے ہیں، خود اپنا خرچ کرتے ہیں، محبت و ہمدردی کے ساتھ لوگوں سے جھلارہ چکے ہیں وہ اب دیکھنے میں مولوی ملا اور علمی طور پر دینی زندگی میں سرشار نظر آتے ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے دعوتی زندگی اختیار کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کے حکم و دعوت کی تعمیل کا، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دعوت کی یہ کوششیں جو بے غرض طریقہ سے کی جا رہی ہیں، خواہ جماعت تبلیغ کی ہوں خواہ دوسری دعوتی عمل رکھنے والی جماعتوں کی ہوں، امت مسلمہ کی حفاظت و ترقی کے بہترین نتائج پیدا کریں گی اور کم از کم اس امت کے بقا و تحفظ کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔ (بحوالہ تعمیر حیات انڈیا)

ضروری اطلاع

جامعہ حقانیہ کی نئی ویب سائٹس کا ایڈریس قارئین نوٹ فرمائیں۔ الحمد للہ سائٹ لانچ ہو چکی ہے۔

www.jamiahaqqania.edu.pk